مسجد حرام اور مسجد نبوی کی حدود

اور اس کے متعلق احکام!

مولانا رشید احمد سندھی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارہ میں کہ:

۱...... مسعیٰ (صفا ومروہ) مسجد حرام کا حصہ ہے یا نہیں؟ نیز اگر سعی بغیر وضو کے کرے تو جائز ہوگا یا نہیں؟ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص مسجد حرام کے امام کے پیچھے مسعیٰ میں اقتداء کر کے نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

۲...... مسجد حرام کے باہر یعنی باب فہد، باب عبدالعزیز، وغیرہ کے باہر چاروں طرف جو میدان ہے، مسجد حرام میں داخل ہے یا نہیں؟ نیز اگر کوئی حائضہ یا نافسہ عورت اس میدان میں قیام کرے تو گناہ ہوگا یا نہیں؟

۳...... اگر کوئی شخص مسجد حرام کے علاوہ مکہ معظمہ میں حرم کے حدود کے اندر اور کسی چھوٹی مسجد میں نماز پڑھے تو اس نماز پر از روئے حدیث ایک لاکھ کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ نیز یہ ایک لاکھ کا ثواب سارے حرم میں ملے گا یا صرف مسجد حرام کے ساتھ مختص ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

۴...... اگر کوئی عورت حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اپنی ماہواری بذریعہ دوائی بند کردے اور سارے احکام (نماز، طواف وسعی وغیرہ) ادا کرے تو اس طرح سے عمل کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

۵...... زیارت النبی ﷺ سنت ہے یا واجب؟ نیز زیارت کے لئے سفر میں نیت مسجد نبوی کی کرے یا زیارت النبی ﷺ کی؟۔ نیز ایک حدیث پاک جو تین مساجد کے علاوہ سفر کی ممانعت کرتی ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ تشریح فرمادیں۔

۶...... مسجد نبوی ﷺ کے باہر چاروں طرف جو کھلا میدان ہے، وہ مسجد کا حصہ ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص جنبی یا عورت حائضہ یا نافسہ اس میدان میں قیام کرے تو گناہ ہوگا یا نہیں؟

۷...... (اگر مدینہ منورہ سارا حرم ہو) تو اگر کوئی شخص مسجد نبوی کے علاوہ کسی اور مسجد میں جوحرم کے حدود میں واقع ہو، نماز پڑھے تو اس شخص کو از روئے حدیث پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ نیز مدینہ منورہ کے سارے حدودِ حرم میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے یا صرف مسجد نبوی میں؟ وضاحت فرمادیں۔ فقط والسلام

مستفتی: مالک احمد خان، مردان

الجواب ومنہ الصدق والصواب

۱:...... واضح رہے کہ سعی (صفا ومروہ) مسجد حرام کا حصہ نہیں ہے، جیسا کہ فتح القدیر کی مندرجہ ذیل ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے، جن میں مسجد حرام سے ''صفا ومروہ'' کی طرف نکلنا مذکورہ ہے:

''وأما أنه عليه السلام خرج من باب بني مخزوم فأسنده الطبراني عن ابن عمرؓ أن رسول الله ﷺ خرج من المسجد إلى الصفا من باب بني مخزوم وأسند أيضا عن جابر أن النبي ﷺ إلى أن قال ثم خرج من باب الصفا ....الخ''۔مزید فرماتے ہیں:(قوله ثم يخرج إلى الصفا) مقدما رجله اليسرى حال الخروج من المسجد قائلاً: باسم الله والسلام على رسول الله ﷺ، اللّهم اغفر لي ذنوبي وافتح لي أبواب رحمتک وأدخلني فيها......الخ''۔ (فتح القدیر،۲/۳۶۱)

افضل یہ ہے کہ باوضو سعی کرے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''إن طاف محدثا وسعي ورمل عقيبه فهو جائز والأفضل أن يعيدهما عقيب طواف الزيارة......الخ''۔ (فتاوی عالمگیری،۱/۲۴۷)

مسجد حرام کے امام کے پیچھے سعی میں اقتداء کرکے نماز پڑھنے والے کی اقتداء بشرطِ اتصالِ صفوف جائز ہے، جیسا کہ ''المتانة'' میں ہے:

''في السراجية: الصلوة خارج المسجد مقتديا بإمام المسجد يجوز بشرط اتصال الصفوف وفي العتابية عن أبي نصر قال: إن كان باب المسجد من أي جانب كان مفتوحاً يجوز......الخ''۔(المتانة في مرمة الخزانة،ص:۱۹۰)

۲:...... باب فہد اور باب عبدالعزیز وغیرہ کے باہر والا میدان مسجد حرام میں داخل نہیں۔ حیض اور نفاس والی عورت اس میں قیام کرسکتی ہے، کیونکہ مذکورہ عورتوں کا قیام صرف مساجد میں ممنوع ہے، البتہ مذکورہ جگہ میں مسجد حرام میں جگہ نہ ہونے کی صورت میں اتصالِ صفوف کے ساتھ

نماز ادا کرنا خود مسجد میں ادا کرنے کے حکم میں ہوگا، جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے:

''ویمنع حل دخول المسجد.........الخ۔ (رد المحتار۱/۲۹۱)

۳:...... مذکورہ ثواب حدودِ حرم کے اندر واقع کسی بھی مسجد میں نماز ادا کرنے سے صحیح قول کے مطابق حاصل ہو جاتا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نقل فرماتے ہیں:

''قوله (المسجد الحرام) أی الحرم.......... والمراد به جميع الحرم وقيل: يختص بالموضع الذی يصلی فيه دون البيوت وغيرها من أجزاء الحرم...... ويؤيّد الأول ما رواه الطيالسی من طريق عطاء أنه قيل له: هذا الفضل فی المسجد وحده أو فی الحرم؟ قال: بل فی الحرم لأنه كله مسجد......''۔ (فتح الباری، ج:۳،ص:۸۳)

علامہ عینیؒ نقل فرماتے ہیں:

''قوله (فی مسجدی هذا) بالإشارة يدل علی أن تضعيف الصلوة فی مسجد المدينة يختص بمسجده عليه الصلوة والسلام الذی كان فی زمانه مسجداً دون ما أحدث فيه بعده من الزيادة فی زمن الخلفاء الراشدينؓ وبعدهم تغليباً لاسم الإشارة وبه صرح النوویؒ فخص التضعيف بذلک بخلاف المسجد الحرام فإنه لايختص بماكان لظاهر المسجد دون باقيه لأن الكل يعمه اسم المسجد الحرام......''۔

(عمدۃ القاری، ج:۵،ص:۵۶۸)

مزید فرماتے ہیں:

''وصحح النوویؒ أنه جميع الحرم......''۔ (عمدۃ القاری، ج:۵،ص:۵۷۰)

۴:...... جائز ہے، جیسا کہ کوئی عورت اپنے حیض کے خون کو اس طرح روکے رکھے کہ کرسف (حیض کے کپڑے) کو اپنی شرمگاہ پر باندھے کہ جس کی وجہ سے حیض کا خون فرجِ خارج کی طرف نہ نکل سکے تو جائز ہے اور وہ جب تک باہر نہیں آئے گا، اس وقت تک حیض شمار نہیں ہوگا، بالکل اسی طرح کسی اور طریقے سے اندرونی طور پر حیض کو روکنے اور باہر نہ نکلنے کو قیاس کیا جائے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''ومنها خروج الدم إلی الفرج الخارج ولو بسقوط الكرسف فمادام بعض الكرسف حائلاً بين الدم والفرج الخارج لايكون حيضاً هكذا فی المحيط......''۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج:۱،ص:۳۶)

البتہ ...واری فطری چیز ہے، اس کے روکنے سے صحت پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے، اس

لئے ممسکِ حیض دوائیاں استعمال کرنے سے دور رہنا چاہئے، کیونکہ حائضہ طوافِ زیارت کے علاوہ تمام افعال ادا کرسکتی ہے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد طوافِ زیارت بھی کرسکتی ہے، لیکن اگر وقت کم ہو اور طوافِ زیارت کا وقت نہ مل سکتا ہو اور باوجود کوشش کے حکومت سے مہلت ملنے کا امکان نہ ہو تو بحالت مجبوری مذکورہ ادویات کے استعمال کرنے میں شرعاً گنجائش ہوگی۔

۵:......آپ ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت باجماع المسلمین مستحب ہے، بلکہ ایک قول کے مطابق واجب ہے، جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے:

''وزيارة قبره مندوبة بل قيل: واجبة لمن له سعة......''۔ (ردالمحتار، ج:۲،ص:۶۲۶)

اس کے تحت علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

''(قوله مندوبة) أي بإجماع المسلمين كما في الباب......''۔

(ردالمحتار، ج:۲،ص:۶۲۶)

اور علامہ قسطلانیؒ مواہب میں فرماتے ہیں:

''وقد أطلق بعض المالكية أنها واجبة وقال القاضي عياضؒ: إنها سنة من سنن المسلمين مجمع عليها وفضيلة مرغب فيها''۔ (مواہب، ج:۲،ص:۳۸۳)

واضح رہے کہ روضۂ اطہر کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے میں کوئی قباحت نہیں، بلکہ باعثِ فضیلت وثواب ہے، متعدد احادیث مبارکہ میں اس کی ترغیب دلائی گئی ہے اور زیارت کو آنے والوں کے لئے بے شمار مناقب وانعامات بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے:

''عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من زار قبري وجبت له شفاعتي أخرجه الدارقطني والبيهقي......''۔ (وفاء الوفاء، ج:۲،ص:۳۹۶)

ترجمہ:......''جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی''۔

صاحب اعلاء السننؒ فرماتے ہیں:

''قلت: وقوله ﷺ: ''من زار قبري'' عام لكل زائر سواء كان من أهل المدينة أو من غيرهم ولادليل على كونه خاصا لمن كان قريباً من المدينة أو من أهلها كما لايخفى فثبت شد الرحال لزيارة قبره ﷺ''۔

(اعلاء السنن بحوالہ احسن الفتاوی)

ترجمہ:۔''میرے نزدیک 'من زار قبری' والی فضیلت ہر زیارت کرنے والے کے لئے ہے، چاہے وہ مدینہ کا رہنے والا ہو یا مدینہ سے باہر کا ہو اور اس بات پر بھی کوئی دلیل نہیں کہ یہ فضیلت صرف مدینہ اور اس کے قرب وجوار میں رہنے والوں کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ یہ بات بالکل واضح ہے، لہٰذا آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے سفر کرنا شرعاً ثابت اور جائز ہے''۔

دوسری حدیث میں اس بات کو اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

''عن ابن عمرؓ مرفوعا قال صلی اللہ علیہ وسلم: من جاء نی زائراً لایھمه إلا زیارتی کان حقا علی أن أکون له شفیعاً. رواه الطبرانی وصححه ابن السکن''۔ (شرح الاحیاء للعراقی، ج:۴،ص:۴۱۶)

ترجمہ:۔''جو شخص میری زیارت کے لئے آیا اور اس کا میری زیارت کے علاوہ اور کسی چیز سے مقصد نہیں تو میرے لئے لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں''۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

''عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی......''۔ (وفاء الوفاء، ج:۲،ص:۳۹۸)

ترجمہ:۔''جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہیں کی تو اس نے میرے ساتھ جفا کی''۔

صاحب اعلاء السننؒ فرماتے ہیں:

''من حج البیت فلم یزرنی فقد جفانی صریح فی جواز شد الرحال بل استحبابه لأجل زیارة قبره ﷺ......''۔ (اعلاء السنن، ج:۱۰،ص:۳۳۲ بحوالہ احسن الفتاوی)

ترجمہ:۔''من حج البیت......'' والی مذکورہ حدیث آپ ﷺ کے روضۂ اطہر کے لئے سفر کرنے کے جواز، بلکہ استحباب پر صراحۃً دلالت کررہی ہے''۔

غرض یہ کہ بے شمار احادیث مذکورہ امر کو واضح طور پر ثابت اور جائز کررہی ہیں، اس وجہ سے صاحبؒ اعلاء السنن پُرشکوہ انداز میں رقمطراز ہیں:

''ورحم اللہ طائفة قد أغمضت عیونها عن کل ذلک وأنکرت مشروعیّة زیارة قبر ھذا النبی الکریم وحرمت عن مثل ھذا الفضل العظیم وزعمت أن لاینوی الزائر إلا مسجد النبی ﷺ فقط ولم تدر أن فضیلة المسجد إنما ھی لأجل النبی ﷺ، فجواز نیة المسجد یستدعی جواز نیة زیارته ﷺ''۔

(اعلاء السنن، ج:۱۰،ص:۳۳۴ بحوالہ احسن الفتاوی)

ترجمہ:۔''اللہ اس گروہ پر رحم فرمائے، جس نے ان تمام (روضۂ اطہر کی زیارت میں وارد شدہ) احادیث سے چشم پوشی کی اور اس کی زیارت کی مشروعیت ہی سے انکار کر بیٹھے اور اس عظیم فضیلت ومنفعت سے ہاتھ دھو بیٹھے اور یہ سوچ رکھا کہ زائر صرف اور صرف مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کی

زیارت کی نیت کرے اور وہ اس بات سے بے خبر رہا کہ مذکورہ مسجد کو جو شرف اور جو فضیلت حاصل ہے، وہ آپ ﷺ کی ہی وجہ سے تو ہے، لہٰذا مسجد نبوی کی زیارت کے لئے نیتِ سفر کرنے کا جواز اس بات کا تقاضا ہے کہ روضۂ مبارک کی زیارت کی غرض سے سفر کرنا اور اس کی نیت کرنا جائز ہو''۔

علامہ قسطلانیؒ اپنی کتاب ''المواهب اللدنية'' میں فرماتے ہیں:

''ومن اعتقد غير هذا فقد انخلع من ربقة الإسلام وخالف الله ورسوله ﷺ وجماعة العلماء الأعلام، وقد أطلق بعض المالكية أنها واجبة وقال القاضي عياضؒ: إنها سنة من سنن المسلمين وجمع عليها وفضيلة مرغب فيها''۔ (المواہب اللدنیۃ، ج:۲،ص:۳۸۳)

ترجمہ:۔ ''یعنی جس کسی نے بیان کردہ سے اختلاف کیا یا کوئی اور عقیدہ رکھا تو وہ اپنے اسلام کی خیر منائے اور اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور تمام اکابرین امت اور کبار اسلاف کی مخالفت کی اور بعض مالکیہ کے نزدیک یہ زیارت مذکورہ واجب ہے، اور قاضی عیاض مالکیؒ کے نزدیک یہ مسلمانوں کی چندان سنتوں میں سے ایک ہے، جس پر امت کا اجماع ہے اور ایک مرغوب فضیلت ہے''۔

مذکورہ بالا دلائل (مشتے نمونہ از خروارے) سے واضح ہوگیا کہ روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے سفر اور اس کی نیت کرنا متعدد احادیث، اجماع امت، تعامل امت اور محدثین وفقہاء عظام کے اقوال کی روشنی میں جائز ہے اور ایک ایسی فضیلت اور شرف ومنقبت ہے، جو شریعت مطہرہ میں مقصود ومطلوب ہے۔ رہی بخاری کی وہ حدیث جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لاتشد الرحال إلا إلى ثلثة مساجد: المسجد الحرام ومسجد الرسول ﷺ والمسجد الأقصى''۔

اور اس کے علاوہ وہ احادیث جن میں مضمون مذکور کے الفاظ وارد ہوئے ہیں اور جس کو بعض حضرات ظاہر پر محمول کرکے یہ مطلب لیتے ہیں کہ ان تین مذکورہ مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ کی زیارت کے لئے سفر اور اس کے لئے نیت کرنا جائز نہیں، حتی کہ آپ ﷺ کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کے لئے سفر ونیت کرنا بھی .... فقہاء اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ روضۂ مبارکہ کی زیارت کے لئے نیت اور سفر کرنا جائز اور باعثِ فضیلت وثواب ہے۔ حضرت امام ابن تیمیہؒ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو ظاہر پر محمول کرکے اوپر بیان کردہ مطلب ورائے کا اظہار کیا اور پھر چند دوسرے حضرات نے بھی تائید کی اور اس کو عام کرنے لگے۔ علماء نے

نقل کیا ہے کہ مذکورہ مسئلہ امام ابن تیمیہؒ سے منقول شدہ تمام مسائل میں سے نامناسب مسئلہ ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

''وهي من أبشع المسائل المنقولة عن ابن تيميةؒ''۔ (فتح الباری، ج:۳،ص:۸۵)

امام نوویؒ، قاضی عیاض مالکیؒ اور ابومحمد جوینیؒ پر رد کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں، جیسا کہ عمدۃ القاری میں ہے:

''وقال النوویؒ: وهو غلط والصحيح عند أصحابنا وهو الذی اختار إمام الحرمين والمحققون، أنه لايحرم ولايكره.....''۔ (عمدۃ القاری، ج:۵،ص:۵۶۵)

ترجمہ: ''اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ دونوں حضرات نے (حدیث کو جو ظاہر پر محمول کر کے روضۂ شریفہ کی زیارت کے لئے سفر اور نیت کو ناجائز کہا ہے) وہ غلط ہے، بلکہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اور امام الحرمین و محققین علماء نے جو اختیار کیا ہے، وہ یہ ہے کہ مذکورہ زیارت نہ تو حرام ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی کوئی کراہت ہے''۔

بلکہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ صالحین کی مساجد وغیرہ کی زیارات اور ان سے تبرک حاصل کرنے کی غرض سے سفر کرنا مباح ہے، وہ اس زیر بحث حدیث کی ممانعت مین داخل نہیں، جیسا کہ علامہ عینیؒ نقل فرماتے ہیں:

''وقال ابن بطّال: وأما من أراد الصلوة في مساجد الصالحين والتبرك بها متطوّعاً بذلک بأعمال المطيّ وغيره ولايتوجه إليه الذی في هذا الحديث''۔ (عمدۃ القاری، ج:۵،ص:۵۶۵)

اس حدیث کے صحیح مطلب ومعنی میں کئی اقوال بیان کئے جاتے ہیں، لیکن ان سب اقوال میں سب سے بہتر قول یہ ہے کہ مذکورہ حدیث میں قصر حقیقی نہیں، بلکہ قصر اضافی ہے، یعنی اگر کسی نے نماز پڑھنے کی نذر مانی اور کہا کہ میں فلاں علاقے میں واقع فلاں مسجد میں نماز ادا کروں گا تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اپنی مسجد میں نماز ادا کرے، سوائے ان تین مساجد (مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصیٰ اور ایک قول کے مطابق صرف پہلی دو میں) کہ اگر کسی نے ان مذکورہ تین مساجد میں سے کسی میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تو اس پر لازم ہے کہ وہ وہاں جاکر اسی مذکورہ ومطلوبِ نذر مسجد میں نماز ادا کرے، اس کے بغیر اس کی نذر پوری نہیں ہوگی، جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نقل فرماتے ہیں:

''ومنها أن المراد حكم المساجد فقط وأنه لاتشد الرحال إلى مسجد من المساجد للصلوة فيه غير هذه الثلاثة، وأما قصد غير المساجد

لـزيــارة صالح أو قريب أو صاحب أو طلب علم او تجارة أو نزهة فلا يـدخل في النهي، ويؤيده ما روى أحمد من طريق شهرجن حوشب قال: سـمـعـت أبـا سـعيـد وذكرت عنده الصلوة في الطور فقال : قال رسول الله ﷺ: لاينـبـغي لـلمصلي أن يشد رحاله إلى مسجد تبتغي فيه الصلوة غير المسجد الحرام ومسجد الأقصى ومسجدي''۔ (فتح الباری، ج:۳،ص:۸۴)

۶:...... مسجد نبوی (علیٰ صاحبہ الصلوۃ السلام) کے چاروں طرف باہر کا کھلا میدان مسجد کا حصہ نہیں ہے اور اس میں جنبی، حائضہ اور نفاس والی عورت قیام کر سکتے ہیں۔ (حوالہ گذر چکا ہے)

۷:...... واضح رہے کہ حدیث میں مدینہ منورہ کو جو حرم کہا گیا ہے، وہ صرف تعظیماً واحتراماً ہے اور وہ احکام میں اس حرم کی طرح نہیں ہے، جو حرم مکی ہے، جیسا کہ مشکوۃ شریف میں ہے:

''وعن أبي سعيدؓ عن النبي ﷺ قال: إن إبراهيم حرم مكة فجعلها حراماً وإني حرمت المدينة حراماً......الخ''۔ (مشکوۃ،ج:۱،ص:۲۳۹)

ملاعلی قاریؒ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قال التوربشتي...... قوله عليه الصلوٰة والسلام حرمت المدينة أراد بذلك تحريم التعظيم دون ما عداه من الأحكام المتعلقة بالحرم''۔ (مرقاۃ،ج:۶،ص:۱۸)

واضح رہے کہ حدیث میں وارد شدہ ثواب صرف اور صرف اس صورت میں مل سکتا ہے، جبکہ عینِ مسجد نبوی ''علی صاحبہ الف الف صلوۃ وتسلیمۃ'' میں اپنی نماز ادا کرے، اس کے علاوہ مدینہ کی کسی اور مسجد میں مذکورہ ثواب حاصل نہ ہوگا۔ اس کے بعد اس اَمر میں اختلاف ہے کہ مذکورہ ثواب مسجد نبوی کے اندرونی حصے میں سے کون سے حصہ میں ملے گا؟ تو بعض علماء ومحدثین کا خیال یہ ہے کہ یہ مذکورہ ثواب مسجد نبوی کے اس حصہ کے ساتھ خاص ہے، جو کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا اور جو حصہ بعد کے خلفاءؓ اور ان کے بعد آنے والوں کے زمانے میں بڑھایا گیا ہے، اس میں نماز ادا کرنے سے وہ ثواب نہیں ملے گا، جیسا کہ علامہ عینیؒ نقل فرماتے ہیں:

''قـولـه (فـي مسـجـدي هذا) بالإشارة يدل على أن تضعيف الصلوة في مسـجـد الـمدينة يختص بمسجده عليه الصلوة والسلام الذي كان في زمـانـه مسـجداً دون مـا أحـدث فيـه بـعـده من الزيارة في زمن الخلفاء الـراشـديـنؓ وبـعـدهـم تـغـليبـا لاسـم الإشارة وبه صرح النوويؒ فخص التضعيف بذلك بخلاف المسجد الحرام''۔ (عمدۃ القاری،ج:۵،ص:۵۶۸)

اور اسی بات کی طرف علامہ قسطلانیؒ نے اپنی شرح بخاری میں اشارہ کیا ہے:

’’وهل يدخل في التضعيف ما زيد في المسجد النبوي في زمن الخلفاء الراشدينؓ ومن بعدهم؟ أم لا؟ إن غلبنا اسم الإشارة في قوله "مسجدي" انحصر التضعيف فيه ولم يعم ما زيد فيه......الخ‘‘۔ (ارشاد الساری، ج:۳،ص:۲۴۵)

لیکن علماء کی ایک دوسری جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ یہ درست نہیں کہ مذکورہ ثواب صرف اس حصۂ مسجد نبوی کے ساتھ خاص ہے، جو حصہ آپ ﷺ کے زمانے میں موجود تھا اور جس کو آپ ﷺ کے خود تعمیر فرمایا تھا۔ آپ کے ﷺ کے بعد خلفاء راشدینؓ اور بعد کے حکمرانوں نے جو تعمیرات میں اضافہ کیا ہے، اس میں نماز پڑھنے سے وہ ثواب نہیں ملے گا۔ بلکہ صحیح و درست بات یہ ہے، مذکورہ ثواب موجودہ پوری مسجد نبوی ’’علی صاحبہ الصلوۃ والسلام‘‘ میں کہیں بھی نماز پڑھنے سے حاصل ہوگا اور یہ قول درست وثواب ہے، ورنہ تو آجکل حرم نبوی میں ازدحام اور کثرت کی وجہ سے کئی لوگ اس فضیلت سے محروم ہوجائیں گے اور شریعت مطہرہ کسی کو محروم کرنا نہیں چاہتی۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر علماء نے اپنے قول سے اس بات کی طرف رجوع کیا ہے اور قول ثانی کو درست قرار دیا ہے، چنانچہ بخاری شریف کے حاشیہ میں ہے:

’’(في مسجدي هذا) بالإشارة يدل على أن تضعيف الصلوة في مسجد المدينة يختص بمسجدهﷺ الذي كان في زمانه..... قال علي واعترضه ابن تيميةؒ وأطال فيه والمحب الطبري وأورد آثاراً استدلالاً بها بأن الإشارة في الحديث إنما هي لإخراج غيره من المساجد المنسوبة إليه ﷺ وبأن الإمام مالكؒ سئل عن ذلك فأجاب بعدم الخصوصية انتهى كلام القاري مختصراً قال الشيخ في اللمعات عند الجمهور أن الحكم بالمضاعفة يشمل ما زيد عليه فقد ورد لو مدّ هذا المسجد الى صنعاء اليمن كان مسجدي وقد نقل المحب الطبري رجوع النوويؒ عن تلك المقالة، واسم الإشارة للتمييز والتعظيم وللإحتراز عن مسجد قباء، ثم لايخفى أن الحكم في غير الصلوة من العبادات كذا أكد في المضاعفة وقد روى ذلك البيهقيؒ عن جابرؓ كذا ذكر في فتح الباري.....‘‘۔ (من حواشی العلامۃ السہارنفوریؒ علی البخاری، ج:۱،ص:۱۵۹) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
محمد عبد المجید دین پوری

کتبہ
رشید احمد سندھی

دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی